© rasailojaraid.com

طلبائے علم کے لئے خصوصی مقالہ

امراء میں علم کا ذوق اور علماء کی آزمائشیں

مولانا محمد حبیب الرحمٰن خان شروانی

ہم اس عنوان میں صرف دوتین مثالیں بیان کریں گے۔مثالوں کی قلب کسی ذہن میں واقعات کی قلت کا شبہ نہ پیدا کرے۔ابتدائی ہجری صدیوں میں مسلمان امرا عالم ہونے کی حیثیت سے علماء کے پہلو بہ پہلو رہے ہیں۔بنی موسی اور سیف الدولہ کے فضل وکمال سے کون واقف نہیں۔مگر چونکہ ہم دوسری وادی میں ہیں اس لئے انہیں مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔استاد ابن عمید وزیر آل بویہ نے ایک دفعہ بیان کیا کہ میں اس خیال باطل میں تھا کہ وزارت وریاست سے زیادہ پرلطف کوئی چیز دنیا میں نہیں۔مگر جب میں نے سلیمان ابن ایوب طبرانی اور جعانی کا مناظرہ سنا تو اس لطف کو بھول گیا۔اس مناظرہ میں طبرانی قوت حافظہ کے زور سے اور جسمانی جودت ذہن کی مدد سے اپنے حریف پر غالب آنے کی کوشش کرتے تھے یہاں تک کہ ان کی آوازوں میں بلندی پیدا ہونے لگی۔ایک بار جوش میں جعانی نے کہا کہ میرے پاس ایک ایسی حدیث ہے جو سارے عالم میں نہیں طبرانی بسم اللہ سنایئے،جعانی نے سلسلہ روایت شروع کیا۔ابوخلیفہ تا سلیمان ابن ایوب۔طبرانی نے کہا سلیمان بن ایوب میرا ہی نام ہے۔اور ابوخلیفہ نے یہ حدیث مجھ ہی سے حاصل کی تھی اب تم مجھ سے اس کی سند عالی حاصل کرلو،،۔جعانی یہ سن کردم بخود رہ گئے۔مجھ کو طبرانی کے اس وقت کی فرحت دیکھ کر یہ تمنا ہوئی کہ کاش میں طبرانی ہوتا تاکہ یہ لطف مجھ کو نصیب ہوتا[۱]۔ادیب بے مثل صاحب ابن عباد فخر الدولہ وزیر تھے ایک موقع پر امیر بخارا نوح سامانی نے اپنی وزارت کے لئے در پردہ انہیں طلب کیا۔ابن عباد نے خفیہ نہ آسکنے کے جو عذر لکھے ان میں یہ بھی تھا کہ صرف میری کتابوں کے اٹھانے کے لئے چار سو اونٹوں کی ضرورت ہوتی ہے۔وزیر ممدوح کے ہمراہ ہر سفر میں صرف ادب کی کتابوں کے تیس اونٹ رہتے تھے[۲]۔علامہ موفق الدین بغدادی ایک بار قاضی فاضل سے (جو سلطان صلاح الدین کے سب سے زیادہ مقرب امیر تھے) ملنے گئے تو ان کو اس حال

☆احتفظ بمذكرة في جيبك ترتب لك اعمالك وتنظم اوقاتك وتذكرك بمواعيدك وتكتب بها ملاحظاتك.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں پایا کہ خود لکھ رہے تھے اور دو کاتبوں کو مضمون بتلاتے جاتے تھے۔ان کے پہنچنے پر بہت سے علمی نازک سوال ان سے کئے مگر لکھنا اور مضمون بتلانا برابر جاری رہا۔علامہ ممدوح بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص سراپا قلب ودماغ معلوم ہوتا تھا۔دوران تحریر میں لب اور چہرے سے جو طرح طرح کی حرکات ہویدا ہوتی تھیں وہ صاف کہہ رہی تھیں کہ کس قدر رولولہ اس کی طبیعت میں مضمون آفرینی کا تھا۔[۲]

اسلاف کی حق پسندی وراست گوئی

جس پاک گروہ کو ہم نے مدارس میں سرگرم طلب علم چھوڑا تھا اب اس کی نسبت یہ دیکھنا ہے کہ مکتب اور مدرسہ سے باہر آکر اس کے اخلاق اور اس کی طرز معاشرت کیسی رہی اس سے علاوہ اس کے کہ علما کے مزید حالات معلوم ہوں ہماری گزشتہ تعلیم کی نسبت یہ رائے قائم ہو سکے گی کہ وہ کس ڈھنگ کے انسان پیدا کرتی تھی۔عنوان ہذا میں ہم اخلاق انسانی کی جس سب سے اعلی اور افضل صفت کو اپنا موضوع قرار دیتے ہیں۔وہ کیا ہے؟حق پسندی اور راست گوئی۔

دنیا میں شاید ہی کوئی انسان ہوگا جو اس امر کا مدعی نہ ہو کہ وہ حق اور راست بازی پر دل وجان سے شیدا ہے لیکن عمل (جو قول کی کسوٹی ہے) صاف کھرے اور کھوٹے کی حقیقت کھول دیتا ہے۔اور حق یہ ہے کہ حق پسندی جتنی بے بہا صفت ہے اسی قدر دشوار اور معرکہ خیز ہے وہ شخص بے شک حق پرست ہوسکتا ہے جو زبردست کے خوف منفعت کی امید اور عزیزوں کی محبت کو حق پر سے نثار کردے یا بالفاظ دیگر سوائے حق کے اس کو کسی سے کچھ سروکار نہ ہو۔کیا فرمایا تھا حضرت خیر البشر ﷺ نے اپنے صحابی جناب عمرؓ کی نسبت **فتر که الحق و ماله من صديق** <u>یعنی حق گوئی نے عمرؓ کو بے یار کرکے چھوڑا مگر ایسے انسان دنیا میں بہت کم ہوئے ہیں</u>۔خداوند تعالی جن دلوں کو اس قدر بے لوث فرمادیتا ہے کہ وہ بجز حق کے سب سے بے گانہ ہوجاتے ہیں وہ البتہ اس عالی رتبے کو حاصل کرسکتے ہیں۔ایک سچ کی خاطر زبردست سے بے خوف۔فائدے سے بے پروا اور عزیز دل سے ناآشنا رہنا بیحد مشکل ہے اور غالباً کسی آدمی کی حق پرستی کے امتحان کے لئے ان حالتوں سے زیادہ عمدہ معیار ہاتھ آنا ناممکن ہے۔لہذا ہم علمائے سلف کی حق پسندی انہیں تینوں حق کے دشمنوں کے مقابلے میں ثابت کریں گے۔ورنہ وعظ اور تصنیف دونوں تو بڑے دل کشا میدان اظہار حق کے ہیں۔

☆ابدا الناس بالسلام وحيهم بالبسمة وامرهم الا ابتسام لتكون حبيبا الى قلوبهم قريبا منهم.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حق پسندی بمقابلہ حکام

لفظ حکام میں جس قدر جبروت اور قہاری اگلی تاریخ میں نظر آتی ہے اس کی نظیر آجکل کے آئینی عہد میں ملنی ناممکن ہے۔ جس سلطنت کے زیر سایہ ہم رہتے ہیں وہ تو ایسی امن دوست اور رفاہ پسند ہے کہ ان مہیب صفات کا کوئی شمہ ان ممالک میں نہیں پایا جاتا الحمدلله علی ذلک مگر سارے عالم کے مخبر اخبار بھی ہم کو زمانہ حال میں کوئی ایسا فرماں روا نہیں بتلاتے جس کے دربار میں حجاج ابن یوسف یا تیمور کی ہیبت کا نشان مل سکے۔ پس جب ہم اس دور عافیت میں حق پسندی کا قحط پاتے ہیں تو اگلے زمانے میں اس صفت کا وجود عنقا ہونا چاہئے تھا۔ لیکن واقعات اس کے خلاف ثابت کرنے کو آمادہ ہیں۔ ان واقعات کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ جن بزرگوں نے اگلے جلاد پادشاہوں کے عہد میں حق کو نباہا انہوں نے بڑا کام کیا۔

ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حجاج کو خطبہ پڑھتے دیکھا تو غضب آلود ہو کر برملا فرمانے لگے۔ خدا کا دشمن! خدا کی حرام کی ہوئی باتوں کو اس نے حلال کر لیا۔ خدا کے گھر کو خراب کیا اور خدا کے دوستوں کو قتل۔ حجاج نے اپنی نسبت یہ سخت کلمات سن کر پوچھا کہ یہ کون ہے۔ کسی نے کہا عبداللہ ابن عمر۔ اتنا سن کر وہ سفاک آپ کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا کہ بڑے میاں اب تم سٹھیا گئے ہو اور تمہارے حواس بجا نہیں رہے۔ منبر سے اترا تو دل میں بخار بھرا ہوا تھا اپنے ایک ملازم کو ایما کیا اور اس نے ایک زہر میں بجھا ہوا حربہ حضرت ابن عمر کے پاؤں پر مار دیا اسی ہتھیار کی سُمّیت (زہر) کی وفات کا باعث ہوئی۔ مزید عنایت دیکھئے کہ جو مرض خود پیدا کیا تھا اس کی عیادت کو آیا۔ مگر حضرت عبداللہ نے نہ اس کے سلام کا جواب دیا نہ کلام کیا۔ جو واقعہ ہم آگے بیان کرتے ہیں وہ استقلال و ثابت قدمی کی ایک بے نظیر مثال پیش کرتا ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حق پرستی ان بزرگوں کے دل ایسے مضبوط کر دیتی تھی کہ موت ان کے سامنے کھڑی ہوتی اور وہ بے پروائی سے ہنستے اور جلاد کے ہاتھ میں شمشیر برہنہ ان کے واسطے کوئی خوفناک چیز ثابت نہ ہوتی ذلک فضل الله یوتیه من یشاء جلیل القدر تابعی حضرت سعید ابن جبیر سے دولت بنی امیہ مخالف ہو گئی تھی اور یہ بچتے پھرتے تھے۔ مگر ایسی زبردست سلطنت کے پنجے سے بچنا ناممکن تھا۔ والی مکہ نے ایک موقع پر ان کو پکڑ کر حجاج کے پاس بھیجدیا۔ اس کی جفا جو طبیعت کو گویا ایک ضیافت ہاتھ آئی۔ اول تو نام

☆تو بنفسك ولا تعتمد على الناس واعتبر انهم عليك لا لك وليس معك الا الله ولا تغتر باغواء الرخاء۔☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پوچھا۔انہوں نے فرمایا کہ سعید ابن جبیر۔حجاج اس قدر طیش میں تھا کہ اس کوان کے نام کے اچھے الفاظ بھی تلخ معلوم ہوئے اور جوش غضب میں کہا کہ انت شقی بن کسیر سعید۔میری والدہ میرا نام تجھ سے بہتر جانتی تھیں۔حجاج اور بگڑا اور کہا کہ شقیت امک و شقیت انت یعنی تمہاری والدہ بھی بدبخت اور تم بھی بدبخت۔سعید۔غیب کا جاننے والا تیرے سوا اور ہے۔حجاج (جلکر) دیکھو تو میں تم کو دنیا کے بدلے میں کیسی لپٹیں مارتی ہوئی آگ دیتا ہوں ۔سعید اگر میں یہ جانتا کہ یہ تیرے اختیار میں ہے تو میں تجھ کو اپنا معبود بنالیتا۔اب حجاج نے جوان کے قتل کے لئے بہانہ ڈھونڈ تا تھا)ان سے مذہبی سوال شروع کردیئے جو پولٹیکل پہلو لئے ہوئے تھے۔

اور پوچھا کہ آں حضرت ﷺ کی نسبت تمہارا کیا قول ہے۔

سعید:۔آپ نبی رحمت اور امام ہدی تھے۔

خلفا کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے ؟

سعید۔لست علیھم بو کیل۔(میں ان کا قاضی نہیں)

حجاج۔ان میں کون سب سے بہتر تھا۔

سعید: ارضاھم لخالقی،، جو میرے مالک کی مرضی کا سب سے زیادہ پابند تھا۔

حجاج: کون جو سب سے زیادہ رضا جو تھا۔

سعید:۔علم ذلک عندالذی یعلم سرھم ونجوھم۔(اس کو وہ خوب جانتا ہے جوان کے بھیدوں سے اور پوشیدہ باتوں سے واقف ہے)

غرض عرصے تک اس قسم کے سوال وجواب رہے مگر حضرت ابن جبیر نے کوئی موقع گرفت کا نہیں پیدا ہونے دیا۔اور اپنے صاف صاف مگر جچے تلے جوابوں سے حجاج کی برہمی برابر بڑھاتے گئے آخر اس نے کھسیا کر کہا اے سعید بتاؤ میں کس مشکل سے تم کو قتل کروں۔

سعید: یاحجاج لنفسک فواللہ لاتقتلنی قتلۃ الاقتلک اللہ مثلھا(اے حجاج تو خود ہی پسند کر قسم رب کی جس طرح تو مجھ کو قتل کریگا اسی طرح خدا تجھ کو قتل کرے گا)

حجاج: کیا میں معاف کردوں۔

سعید:۔اگر عفو ہو تو خدا کی طرف سے ہو۔رہا تو پس تو نہ کسی کو بری کرسکتا ہے نہ کسی کا عذر قبول ۔اتنی بحث کے بعد حجاج نے آخری حکم دے یا اور جلاد حضرت جبیر کو باہر لائے۔حجاج تو اپنی انتہائی طاقت

☆احذر کلمۃ(سوف)وتاخیر الاعمال والتسویف باداء الواجب فان ھذا اول الفشل والاخفاق .☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صرف کر چکا تھا۔لیکن خدا کے سعید بندے کوابھی تسلی نہیں ہوئی تھی۔باہر آ کر ہنسے۔حجاج کو خبر ہوئی تو اس نے پھر بلایا اور ہنسی کی وجہ دریافت کی ابن جبیر نے فرمایا:

عجبت من جرائتک علی الله وحلم الله علیک. (مجھ کو خدا کے مقابلے میں تیری جرات پر اور تیری نسبت خدا کے حلم پر تعجب ہوا) حجاج اس گرم فقرے کو سن کر اور بھڑکا اور جلادوں سے کہا میرے سامنے گردن مارو۔اب ابن جبیر شہادت کے لئے مستعد ہوگئے اور قبلہ رو ہوکر فرمایا۔**وجهت ۵ وجهي للذى فطر السموات والارض وماانامن المشركين۔**

حجاج۔ان کا منہ قبلہ سے پھیر دو۔

سعید: **اینماتولوافثم وجه الله** (جدھر تم پھرو گے اسی طرف خدا کا منہ ہے)

حجاج: اوندھا ڈال دو۔

سعید:۔**منهاخلقنا كم وفيهانعيدكم ومنها نخرجكم تارةاخرى** (ہم نے اسی سے (یعنی زمین سے) تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے اور اسی سے ایک دفعہ تم کو پھر نکالیں گے)

حجاج نے ان کی سیف زبانی سے تنگ آ کر جلادوں کو اشارہ کیا کہ جلد اپنا کام کرو۔

سعید:۔سن لے میں اس کی شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔میری جان تو لے لے جب تو میدان حشر میں مجھ کو ملے گا تو میں تجھ سے لے لونگا۔حضرت ابن جبیر کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ جلاد کا ہاتھ اٹھا اور ان کا سر تن سے جدا ہو گیا۔**اناللہ وانا الیہ راجعون۔**

بنا کردند خوش رسمی بخون وخاک غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

بعد قتل ان کے جسم سے خلاف معمول خون بہت نکلا۔جس سے حجاج سے سفاک کو بھی حیرت ہوئی اور اس نے اپنے طبیب خاص تیاذوق سے اس کی وجہ دریافت کی۔تیاذوق نے کہا کہ چونکہ ان کی خاطر بالکل مطمئن تھی اور قتل کا خوف قطعاً ان کے دل میں نہ تھا اس لئے خون اپنی اصلی مقدار پر قائم رہا۔بخلاف اور مقتولوں کے کہ ان کا خون ہیبت کے مارے پہلے ہی خشک ہو جاتا ہے۔علاوہ اس طبی شہادت کے حضرت ابن جبیر کے کلام کی برجستگی صاف کہہ رہی ہے کہ ان کی طبیعت بالکل آسودہ اور آرمیدہ تھی اور اضطراب کا نام بھی ان کے قلب میں نہ تھا۔یہ شعبان ۹۵ھ کا واقعہ ہے۔رمضان مذکور میں حجاج بھی راہی عدم ہو گیا۔

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را چنداں اماں نداد کہ شب راسحر کند ۶

☆اترك التردد في اتخاذ القرار وإياك والتذبذب في المواقف بل اجزم واعزم وتقدم.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انہیں کے ہم نام اور ہم عصر دوسرے تابعی حضرت سعید ابن المسیب کا ذکر ابن السائب بیان کرتے ہیں کہ ایک روز وہ اور میں دونوں بازار میں بیٹھے تھے کہ خلیفہ دمشق کا برید (نامہ بر) وہاں سے گذرا ابن المسیب نے اس سے پوچھا کہ تم بنی مروان کے برید ہو۔ برید۔ جی ہاں۔

ابن المسیب: تم نے ان کو کس حال میں چھوڑا۔

برید:۔ بخیر۔

ابن المسیب: نہیں بلکہ تم نے ان کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ آدمیوں کو بھوکا مارتے ہیں اور کتوں کا پیٹ بھرتے ہیں۔

برید یہ سن کر بگڑ گیا اور آنکھیں نکال کر ان کی طرف دیکھنے لگا۔ ابن السائب کہتے ہیں کہ میں دہشت زدہ ہو کر کھڑا ہو گیا کہ دیکھئے اب کیا ہو۔ برید دیر تک تیور بدلے کھڑا رہا مگر پھر کچھ سوچ کر چل دیا۔ جب وہ جالیا تو میں نے کہا ابن المسیب خدا تم کو نیکی دے تم کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو۔ انہوں نے فرمایا بیہودہ چپ رہ جب تک میں حق پر قائم ہوں واللہ خدا مجھ کو دشمنوں کے قبضے میں نہ دیگا۔ ایک دفعہ تیس ہزار درہم دولت مذکور کی طرف سے ان کی خدمت میں پیش کئے گئے تو انہوں نے فرمایا کہ نہ مجھ کو بنی امیہ کی پرواہ ہے نہ ان کے مال و دولت کی۔ میں خدا کے سامنے جاؤنگا اور وہ میرا اور ان کا انصاف کرے گا۔ انہیں حق گوئیوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ خلیفہ عبدالملک نے جاڑے کے موسم میں ان کو پٹوا کر سرد پانی ڈلوایا اور ایک دوسرے موقع پر پچاس درے لگوا کر سربازار تشہیر کرائی ہے۔

عمر بن ہبیرہ جب خلیفہ دمشق یزید ابن عبدالملک کی جانب سے والئی عراق وخراسان مقرر ہو کر آیا تو اس نے خواجہ حسن بصری۔ امام ابن سیرین اور امام شعبی کو طلب کیا۔ اور ان کے سامنے یہ مدبرانہ تقریر کی۔ یزید ابن عبدالملک کو خداوند تعالی نے اپنے بندوں پر خلیفہ مقرر کیا ہے اور ان سے اس کی اطاعت کا عہد لیا ہے ہم سے (یعنی ملازموں سے) اس کے حکم سننے اور بجالانے کا۔ مجھ کو جو عہدہ خلافت کی طرف سے عطا ہوا ہے وہ آپ سب کو معلوم ہے۔ خلیفہ کی جانب سے ایک حکم مجھ کو ملتا ہے اور میں اس کی بے تامّل تعمیل کرتا ہوں۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

خواجہ حسن بصری نے اس پولیٹکل گفتگو کا جواب جن صاف اور سچے الفاظ میں دیا وہ قابل شنید ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اے ابن ہبیرہ! یزید کے معاملے میں خدا تعالی سے ڈر اور خدا تعالی کے معاملے میں یزید کا خوف مت کر خدا تعالی تجھ سے یزید کے شر کو دفع کر سکتا ہے مگر یزید اس احکم الحاکمین

☆لا تضیع عمرك فی التنقل بین التخصصات والوظائف والمهن فإن معنی هذا انك لم تنجح فی شیء.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے قہر کو نہیں روک سکتا۔ وہ وقت بہت دور نہیں ہے کہ خداوند عالم تیرے پاس اپنا ایک فرشتہ بھیجے گا جو تجھ کو شاندار تخت اور وسیع محل سے علیحدہ کر کے تنگ قبر میں پہنچا دے گا۔ وہاں سوائے اعمال کے کوئی تجھ کو نجات نہیں دلوانے کا۔ اے ہبیرہ! اگر تو خدا کا گناہ کرے تو خوب سمجھ لے کہ خلیفہ کو اس نے اپنے دین کا اور اپنے بندوں کا محافظ و ناصر مقرر کیا ہے۔ پس خدا کے دین کے خلاف اس کے مقرر کئے ہوئے حاکم کی وجہ سے جسارت مت کر۔ کیونکہ خالق اکبر کے مقابلے میں مخلوق کا حکم ماننا کسی طرح روا نہیں ۸۔ اسی یزید ابن ہبیرہ نے امام اعظمؒ کو ایک دفعہ طلب کر کے عہدہ قضا قبول کرنے کے واسطے کہا۔ امام صاحب چونکہ یہ بار اپنے ذمہ لینا نہیں چاہتے تھے لہذا انکار کر دیا۔ ابن ہبیرہ اس انکار سے بگڑ گیا اور گیارہ روز تک دس درے روزانہ ان کے لگوائے۔ تاہم اس کا اصرار ان کے انکار پر غالب نہ آسکا۔ اسی عہدہ قضا کی بدولت امام ابوحنیفہ کے مقدر میں اور آزمائش لکھی تھی۔ جب منصور بغداد کا خلیفہ ہوا تو اس کی نظر بھی اس منصب کے لئے امام ممدوح پر ٹھہری چنانچہ ان کو کوفہ سے طلب کیا اور عہدہ مذکور کے قبول کرنے کی فرمائش کی۔ امام صاحب اب بھی اپنی رائے پر سختی سے قائم تھے لہذا انکار کیا۔ منصور نے قسم کھا کر کہا میں تم کو قاضی مقرر کرونگا۔ انہوں نے جواباً بالقسم فرمایا کہ میں اس عہدے کو منظور نہیں کروں گا۔ خلیفہ نے دوبارہ قسم کھائی۔ انہوں نے مکرر قسمیہ انکار کیا اور اپنے انکار کی وجہ یہ بیان کی کہ میں اپنے آپ کو اس منصب کے قابل نہیں سمجھتا۔ حاجب ابن ربیعہ نے (جو دربار میں حاضر تھا) خلیفہ کی خوشامد کی راہ سے کہا کہ امیر المومنین قسم کھا چکے ہیں پھر بھی تم انکار کئے جاتے ہو۔ امام فقہ نے فرمایا کہ امیر المومنین کے لئے کفارہ قسم ادا کر دینا بہ نسبت میرے زیادہ آسان ہے۔ خلیفہ جب ان کی رائے کسی طرح مقید نہ کر سکا تو خود ان کو قید خانے بھیج دیا اور بحالت محبوسی ۱۵۰ھ میں امام اعظم نے وفات پائی۔

ان دونوں واقعوں کے ساتھ ایک تیسرا واقعہ اور ملایئے جس سے امتیاز مراتب کا نکتہ حل ہوگا۔ ایک زمانے میں حاکم کوفے نے یہ حکم دے دیا تھا کہ ابوحنیفہ فتویٰ نہ دیا کریں۔ چنانچہ امام صاحب نے فتوی دینا چھوڑ دیا تھا۔ انہیں دنوں کا ذکر ہے کہ ایک دن امام ممدوح گھر میں تشریف رکھتے تھے بی بی اور بچے پاس تھے صاحبزادی نے روزے کے متعلق ایک مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا بیٹا! یہ مسئلہ اپنے بھائی حماد سے پوچھ لو مجھ کو حاکم کی طرف سے فتوی دینے کی ممانعت ہے۔ اس لئے میں تمہارے سوال کا جواب نہیں دے سکتا ۹ کیا اس سے بڑھ کر حق پرستی ہوسکتی ہے۔ عہدۂ قضا قبول نہ کرنا

☆لا تغضب فان الغضب يفسد المزاج ويغير الخلق ويسيء العشرة ويفسد المودة ويقطع الصلة.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اپنے نفس کا حق تھا جس کو انہوں نے حاکم اور خلیفہ کے مقابلے میں برسر دربار نہیں چھوڑا اور فتوی نہ دینا حاکم کا حق تھا جس کو انہوں نے خلوت اور گھر کی چار دیواری کے اندر بھی ملحوظ رکھا۔

امام یزید ابن حبیب تابعی ایک دفعہ علیل تھے۔ابن سہیل رائی مصران کی عیادت کو آیا۔اثنائے کلام میں اس نے پوچھا کہ جس کپڑے پر مچھر کا خون لگا ہو اس سے نماز جائز ہے یا نہیں۔امام نے یہ سن کر غصے سے منہ پھیر لیا اور کچھ نہیں کہا۔جب امیر نے چلنے کا قصد کیا تو اس کو نظر بھر کر دیکھا اور کہا کہ تو روزانہ خدا کے بندوں کا تو خون بہاتا ہے اور مچھر کے خون کا فتوی پوچھنے چلا ہے؟ خلیفہ دمشق ہشام ابن عبدالملک نے اپنا ایک معتمد امام اعمش کوفی کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ ان سے حضرت عثمانؓ کی خوبیاں اور حضرت علیؓ کی برائیاں لکھوالائے۔جب ایلچی نے خلیفہ کا رقعہ دیا تو انہوں نے اس کو پڑھ کر ایک بکری کے منہ میں دے دیا بکری اس کو چبا چکی تو معتمد خلافت سے فرمایا کہ اپنے آقا سے کہہ دینا کہ اس کے پروانے کا یہی جواب ہے۔قاصد کو حکم تھا کہ جواب تحریری لائے۔لہذا اس نے منت کی کہ جو کچھ جواب ہو لکھ دیجئے اصرار سے تنگ ہو کر انہوں نے یہ جواب لکھ دیا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم .اما بعد فیاامیر المومنین لو کان لعثمان رضی اللہ عنہ مناقب اھل الارض مانفعتک ولو کانت لعلی رضی اللہ عنہ مساوی اھل الارض ماضرتک فعلیک بخویصۃ نفسک والسلام ا ا ھ ۔یعنی اے امیر المومنین اگر حضرت عثمانؓ میں سارے جہان کی خوبیاں تھیں تو تجھ کو کچھ نفع نہیں اور اگر حضرت علیؓ میں دنیا بھر کی برائیاں تھیں تو تیرا کچھ نقصان نہیں۔پس تو خاص کر اپنے نفس کی خبر لے۔والسلام۔

ابوجعفر منصور خلیفہ بغداد نے ایک بار امام عبداللہ ابن طاؤس کو اپنے پاس بلایا اور اثنائے ملاقات میں ابن طاؤس سے کہا کہ اپنے والد سے کوئی حدیث روایت کرو۔اس فرمائش سے ابن طاؤس کے ہاتھ اس امر کا گویا موقع لگا کہ وہ خلیفہ کو اس کی بے اعتدالیوں اور سختی پر تنبیہ کرے۔اور انہوں نے یہ حدیث انتخاب کر کے سنائی حدثنا ان اشد الناس عذابا یوم القیامۃ رجل اشرکہ اللہ تعالی فی سلطانہ فادخل علیہ الجور یعنی میرے والد نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ قیامت کے دن سب سے بڑھ کر عذاب اس کو ہوگا جس کو خدا تعالی اپنی حکومت میں شرکت دے اور پھر وہ ظالمانہ حکومت کرے۔منصور ایسے قہار فرماں روا کے سامنے اس قدر یہ جرات۔امام مالک فرماتے

☆مامضی فات وما ذھب مات فلا تفکر فیما مضی فقد ذھب وانقضی.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں کہ مجھ کو ابن طاؤس کے قتل کا پورا یقین ہو گیا اور میں نے اپنے دامن سمیٹ لئے کہ مبادا ان کے خون کی چھینٹیں میرے کپڑوں پر پڑیں۔ خلیفہ دیر تک ساکت رہا پھر نگاہ اٹھائی اور ایک اور سوال کیا۔ ابن طاؤس کے قلب پر اب بھی خلیفہ کا رعب غالب نہیں آیا تھا۔ اس سوال کا جواب بھی پوری آزادی سے دیا۔ خلیفہ نے تنگ آ کر کہا قوما عنی یعنی میرے پاس سے دونوں اٹھ جاؤ۔ ابن طاؤس نے فرمایا ذلک ماکنا نبغی یہ تو ہماری عین مراد ہے۔ اور یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے امام مالک فرماتے ہیں کہ اس روز سے میں ابن طاؤس کے فضل کو مان گیا ہوں [۱۲]۔ فقہ کے چار امام جن کی امامت آج تک چار دانگ عالم میں مسلم ہے اور کروڑوں نفوس انسانی پر ان کی روحانی سلطنت صد ہا برس سے قائم ہے ان میں سے امام ابوحنیفہ کا حال آپ سن چکے۔ امام مالک کے ایک دفعہ ستر درے مارے گئے کہ کسی مسئلہ میں حق کا اور حکومت کا مقابلہ تھا اور انہوں نے فتوی دینے میں حق کی رعایت کی تھی [۱۳]۔ یہی سلوک امام احمد بن حنبل کے ساتھ خلیفہ مامون الرشید کی خلافت میں عقاید کے ایک مسئلہ کے اختلاف کی وجہ سے کیا گیا [۱۴]۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ خلیفہ منصور کے چہرے پر مکھی بیٹھی اس نے اڑادی۔ مکھی حسب عادت پھر آن بیٹھی۔ خلیفہ نے پھر اڑادی۔ غرض کئی دفعہ یہی اتفاق ہوا۔ آخر خلیفہ نے جھلا کر ابن سلیمان مشہور مفسر سے پوچھا کہ مکھی پیدا کرنے کی خدا کو کیا ضرورت پڑی تھی۔ اس عالم ربانی نے فرمایا کہ متکبروں کا غرور توڑنے کے لئے پیدا کی [۱۵]۔

خلافت عباسیہ نئی نئی قائم ہوئی تھی اور خاندان بنی امیہ کے نیست و نابود کرنے اور ملک سے ان کا اثر مٹانے کی کوششیں بڑی بے دردی اور سفاکی سے عمل میں آرہی تھیں کہ اسی اثناء میں عبداللہ ابن علی خلیفہ سفاح کا چچا شام کا حاکم مقرر ہوا۔ امیر مذکور نے وہاں پہنچ کر اول تو خلافت کے بقیہ دعوے داروں کی پوری صفائی کی اس کے بعد ایک عظیم الشان دربار منعقد کیا جس میں جاہ و جلال کا اظہار انتہا کو پہنچایا گیا تھا چار جنگی صفیں ایوان دربار میں قائم تھیں جو مختلف مہیب ہتھیاروں سے مسلح تھیں۔ ان صفوں کے بیچ میں تخت امارت نصب تھا۔ جب امیر نے دربار میں آ کر جلوس کیا تو شام کے مقتدا امام اوزاعی طلب ہوئے۔ امام ممدوح جس وقت دارالامارۃ کے دروازے پر پہنچے تو گھوڑے پر سے اتار لئے گئے اور دو آدمیوں نے ان کے بازو پکڑ کر تخت سے اتنا قریب لا کھڑا کیا کہ امیر خود ان سے کلام کر سکے۔

امیر نے ان کو دیکھ کر کہا کہ تمہارا نام عبدالرحمٰن ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام اوزاعی: جی ہاں۔خدا امیر کو صلاحیت دے۔

امیر:۔بنی امیہ کی خونریزی کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے۔

امام:۔تمہارے اوران کے مابین چونکہ عہد تھا اس لئے تم کو لازم تھا کہ عہد و پیان کی رعایت کرتے اور عہد شکنی نہ کرتے۔

امیر: (بگڑکر) یہ ہم جانیں اور وہ جانیں۔ہم میں باہم کوئی عہد نہ تھا۔

امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ امیر کے تیور پھرے دیکھ کر میرے قلب پر بے کسی کی سی حالت طاری ہوئی اور جان کا خوف معلوم ہونے لگا۔اسی وقت مجھ کو خیال آیا کہ عبدالرحمٰن ایک دن اس سے بھی بڑے حاکم کے حضور میں حاضر ہونا ہے اس خیال کے آتے ہی میرے دل کا اضطراب جاتا رہا اور قوت سی پیدا ہوگئی اور میں نے صاف صاف امیر سے کہا کہ بیشک ان کا خون تم پر حرام تھا۔اس زوردار فقرے کوسن کر امیر طیش کے مارے تھرا گیا جوش خون سے آنکھیں سرخ ہوگئیں اور رگیں ابھر آئیں۔اسی غضب کی حالت میں کہنے لگا ویحک الله[۱۶] یہ تم نے کس طرح کہا۔

امام:۔اس طرح کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی مرد مسلمان کا قتل روا نہیں جب تک کہ ان تین حالتوں میں سے ایک حالت پیش نہ آئے۔یا تو وہ اس حال میں زنا کرے کہ اس کی شادی ہوچکی ہو یا قاتل ہو یا مرتد ہو جائے۔

امیر کیوں! کیا ہماری حکومت دینی نہیں (گویا اس کا یہ مطلب تھا کہ چونکہ ہماری خلافت از روئے دین ثابت ہے لہذا اس کا مخالف تارک دین ہوا) امام تمہاری حکومت دینی کیونکر ہوسکتی ہے۔

امیر:۔کیا آں حضرت نے حضرت علیؓ کے لئے وصیت نہیں فرمائی۔

امام:۔اگر حضرت علیؓ کے لئے وصیت ثابت ہوتی تو دونوں حَکَم حُکم نہ دیتے۔امیر کے پاس چونکہ اس کا جواب کچھ نہ تھا اس لئے خاموش تو ہوگیا مگر شدت اشتعال کے سبب سے سراپا غضب معلوم ہوتا تھا امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ امیر کی خاموشی نے مجھ کو یقین دلایا کہ کوئی دم میں میرا سر قدموں پر آتا ہے۔تھوڑی دیر کے بعد خلاف توقع امیر نے ہاتھ کے اشارے سے حکم دیا کہ امام دربار سے باہر کردئے جائیں۔چنانچہ یہ وہاں سے تشریف لے آئے۔دارالامارۃ سے کچھ دور نکلے تھے کہ ایک سوار ان کی طرف تیز آتا ہوا نظر پڑا۔سوار کو دیکھ کر جان کا خوف امام اوزاعی کو اول سے بھی زیادہ ہوا اور وقت اخیر سمجھ کر نماز شروع کردی۔جب سلام پھیرا تو سوار نے سلام کیا اور اشرفیوں کی ایک

☆الا تعلم ان فی الناس من فقد عقلہ او صحتہ او ھو محبوس او مشغول او مبتلی ۔☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھیلی من جانب امیر پیش کی ۔انہوں نے وہ اشرفیاں قبول کرلیں اور گھر پہنچنے سے پہلے مستحقوں کو تقسیم کردیں ۱۶۔

اسلام نے بیت المال کی بنیاد جن اصولوں پر ڈالی تھی وہ خلافت راشدہ کے بعد بالکل بدل گئے تھے اور مسلمانوں کا قومی مال محض خلفاء وسلاطین کا جیب خرچ خیال کیا جاتا تھا جو علمائے اسلام بیت المال کے اصلی اغراض سے واقف تھے ان کے دل اس اسراف کو دیکھ دیکھ کر کڑھتے تھے اور جب ان کو موقع ہاتھ آتا ان کی زبان خلفاء کو برملا متنبہ کرنے سے باز نہیں رہتی تھی۔ حضرت سلیمان ثوری ایک دفعہ خلیفہ مہدی کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ مجھ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ نے اپنے ایک سفرحج میں صرف بارہ اشرفیاں صرف کی تھیں تمہارا اسراف جس حد کو پہونچا ہے وہ ظاہر ہے۔خلیفہ نے خشم ناک ہوکر کہا تم اپنی سی ذلیل حالت میری بھی کیا چاہتے ہو۔حضرت سفیان نے جواب دیا کہ مجھ سے مت بنومگر جس حال میں ہو اس میں تو کمی کردو ۱۷۔

ایک دفعہ ہارون الرشید اور شاہزادے امام مالک کے یہاں گئے ۔خلیفہ نے امام صاحب سے حدیث سنانے کی فرمائش کی امام ممدوح نے فرمایا کہ میں نے عرصے سے طریقہ قراءت چھوڑ دیا ہے اب اورلوگ حدیث مجھ کو سناتے ہیں اور میں سنتا ہوں۔ہارون الرشید نے کہا کہ بہتر ہے میں ہی سناؤں گا مگر پہلے عام آدمیوں کو اپنی مجلس سے باہر کردیجئے ۔امام مالک نے جواب میں ارشاد کیا کہ اگر خواص کی خاطر سے عوام محروم کیے جائیں گے تو خواص کو بھی نفع نہیں پہنچ سکتا۔یہ فرماکر اپنے ایک شاگرد ابن عیسی کو حکم دیا کہ سبق شروع کریں چنانچہ ابن عیسی نے فوراً سبق شروع کردیا اور خلیفہ کو خاموش رہنا پڑا ۱۸۔

خلیفہ مذکور نے ایک بار ابن ادریس کو بلاکر عہدہ قضا قبول کرنے کے واسطے کہا۔انہوں نے انکار کیا تو رشید نے بگڑ کر کہا کہ کاش میں تیری صورت نہ دیکھتا۔ابن ادریس نے متانت سے جواب دیا کہ کاش میں تیری صورت نہ دیکھتا۔اور یہ کہہ کر دربار سے چلے آئے ۱۹۔امیر سلیمان ابن علی نے اہواز سے ایک قاصد امام ادب خلیل بصری کے پاس بھیجا اور ان کو امیر زادے کی تعلیم کے لئے طلب کیا۔ایلچی کی خبر پاکر وہ ادیب بے مثل باہر آیا۔خشک روٹی کا ایک ٹکڑا ہاتھ میں تھا۔وہ ٹکڑا قاصد کو دیا اور کہا کہ لو میرے پاس تو یہی ماحضر ہے اور جب تک یہ موجود ہے خلیل کو سلیمان کی پروانہیں۔اس کے بعد یہ اشعار لطیف فی البدیہ تصنیف کرکے اس کے حوالے کئے۔

ابلغ سلیمان انی عنہ فی سعۃ　　　وفی غنی غیر انی لست ذامال

☆عش مع القرآن حفظا وتلاوۃ وسماعا وتدبرا فانہ من اعظم العلاج لطرد الحزن والہم ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سخی بنفسی انی لااری احدا یموت ھزلا ولایبقی علی حال

والفقرفی النفس لافی المال تعرقه ومثل ذلک الغنی فی النفس لاالمال

فالرزق عن قدرلاالعجزینقصه ولایریدک فیه حول محتال ۲۰؎

شہر دمشق ایک صدی تک دولت بنی امیہ کا دار الخلافہ رہا تھا اس لئے خارجیت کا وہاں بڑا زور تھا۔امام نسائی (جن کی سنن صحاح ستہ میں شامل ہے) جب وہاں تشریف لے گئے تو ایک روز مسجد میں ایک شامی نے ان سے پوچھا کہ حضرت معاویہؓ کے فضائل کیا ہیں۔امام ممدوح نے فرمایا کہ تو اس کو کافی نہیں سمجھتا کہ وہ اپنی جان بچالے جائیں جو تو ان کے مناقب پوچھنے چلا ہے اس فقرے کو سن کر دمشقی بھڑک اٹھے اور اس قدر ضربیں امام نسائی کے ایک نازک مقام پر ماریں کہ وہ بیہوش ہو گئے۔حالت بیہوشی میں ان کے رفقا ان کو مسجد سے باہر لائے اور اسی دردناک صدمے سے اس امام حدیث نے وفات پائی ۲۱؎۔

امام سلفی کے درس میں ایک دن پادشاہ مصر مع اپنے بھائی کے آ کر شریک ہوا۔اور وہاں بیٹھ کر بھائی سے باتیں کرنے لگا۔یہ سوئے ادب دیکھ کر امام موصوف نے بادشاہ کو سرزنش کی اور فرمایا کہ ہم حدیث نبوی اس لئے نہیں پڑھ رہے ہیں کہ تم یہاں بیٹھ کر باتیں کرو ۲۲؎۔ابو غالب لغوی نے جب اپنی کتاب فن لغت میں تصنیف کی تو امیر مجاہد مرشیہ کے با اقتدار فرماں روا نے اپنے ایک معتمد کے ہاتھ ایک ہزار اشرفیاں ان کے پاس بھیجیں اور یہ فرمائش کی کہ کتاب مذکور کے دیباچے میں یہ الفاظ درج کر دیں مماالفه ابو غالب لابی الجیش مجاهد یعنی اس کتاب کو ابو غالب نے امیر مجاہد کے لئے تصنیف کیا ہے۔ابو غالب نے عطیہ شاہی واپس کر دیا اور کہلا بھیجا کہ اگر ساری دنیا مجھ کو دی جائے تو بھی میں جھوٹ بولنا روا نہیں سمجھوں گا۔میں نے یہ کتاب خاص کر امیر کے واسطے تالیف نہیں کی بلکہ عام نفع کے خیال سے لکھی ہے ۲۳؎۔ابن السکیت مصنف اصلاح المنطق خلیفہ بغداد متوکل کی خدمت میں حاضر تھے کہ خلافت کے لخت جگر معتز اور موید نمودار ہوئے متوکل نے ان سے پوچھا کہ یعقوب تم کو کون زیادہ محبوب ہے۔میرے یہ دونوں بیٹے یا حسنینؓ ابن السکیت نے جواب دیا کہ واللہ حضرت علیؓ کا خادم قنبر تم سے اور تمہارے دونوں بیٹوں سے کہیں بہتر ہے۔کیا اس تصریح کی ضرورت ہے ابو حنیفہ کے دل میں ان الفاظ نے کیا تاثیر کی۔جس زبان سے یہ الفاظ نکلے تھے وہ خلیفہ کے حکم سے باہر نکال لی گئی اور زبان کے ساتھ روح نے بھی جسم سے مفارقت کی ۲۴؎۔

☆مامضی فات وما ذهب مات فلا تفكر فيما مضى فقد ذهب وانقضى.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قاضی ابن رشد مشہور فلسفی جب امیر منصور خلیفہ اندلس کے حضور میں کوئی علمی مسئلہ بیان کرتے تھے ۔تو نشاء کمال ان کے دل سے خلیفہ کی عظمت مٹا دیتا اور ان معمولی الفاظ سے خطاب کرتے اسمع یا اخی یعنی اے بھائی سن ۔مولانا شمس الدین رومی کی عدالت میں ایک معاملے میں سلطان بایزید نے شہادت دی تو شہادت سلطانی کو انہوں نے قبول نہیں کیا۔جب سلطان نے وجہ پوچھی تو مولانا نے جواب دیا کہ سلطان نماز میں جماعت کا پابند نہیں اور تارک جماعت کی شہادت مردود ہے[۲۴]۔سلطان محمد خاں نے ایک بار اپنا موسوم (مراسلہ) قاضی بروسہ مولانا شمس الدین کورانی کے پاس بھیجا۔اس میں کوئی بات خلاف شرع درج تھی۔مولانا اس کو دیکھ کر اتنا برافروختہ ہوئے کہ سلطانی فرمان پھاڑ کر لانے والے کو باہر نکال دیا سلطان کو ان کی یہ حرکت بہت ناگوار ہوئی اور عقب سلطانی کا یہ نتیجہ ہوا کہ مولانا کو عہدہ قضا کے ساتھ سلطنت روم بھی چھوڑنی پڑی[۲۵]۔مولانا ابن خطیب ایک روز عید کی مبارک باد دینے ایوان سلطانی کو گئے ۔ان دنوں وہ خزانہ سلطنت کے وظیفہ خوار بھی تھے ۔اور سو درہم یومیہ ان کو ملتے تھے۔جب دربار کو چلے تو چند طلباء ہمرکاب تھے۔حضور سلطانی میں پہنچے تو سلطان نے ازراہ حسن اخلاق سات قدم بڑھ کر استقبال کیا۔مولانا نے بجائے جھک کر آداب بجالانے کے سلام کیا اور بجائے دست بوسی کے مصافحہ کیا ان کے ایک شاگرد کو استاد کا یہ خلاف آداب برتاؤ ناگوار گذرا اور واپسی میں اس نے کہا کہ آخر سلطان فرمانروائے وقت ہیں کچھ تو آپ کو جھکنا تھا۔ابن خطیب نے فرمایا کہ آیا یہ فخر سلطان کے لئے کم ہے کہ ابن خطیب جیسا فاضل ان کے پاس گیا اور میں خوب جانتا ہوں کہ سلطان اسی کو غنیمت سمجھتے ہیں[۲۶]۔

مولانا یوسف قاضی قسطنطنیہ ایک دن مسجد سے نماز پڑھ کر نکلے تو دروازے پر صدر اعظم کے چوب دار کو حاضر پایا جوان کے بلانے کو آیا تھا۔اس وقت مولانا کے سر پر چھوٹا سا عمامہ تھا۔چھوٹا عمامہ باندھ کر بارگاہ وزارت میں جانا خلاف ادب تھا۔مگر خدا پرست مولانا کے دل نے گوارا نہ کیا کہ رب العزت سے زیادہ ادب اس کے ایک بندے کا کریں اسی عمامے کو باندھے صدر اعظم کے حضور میں چلے گئے ۔وہاں پہنچے تو اعتراض ہوا انہوں نے راست بازی سے اپنا خیال صاف صاف ظاہر کر دیا جس کو سن کر وزیر اعظم نے بہت پسند کیا اور حضور سلطانی میں اس کی نقل کی[۲۷]۔......

(جاری ہے)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حواشی

۱۔تذ ج۳ صفحہ ۱۲۹
۲۔ابن ۔ج ا۔صفحہ ۸۶و۳۴۴
۳۔عیون ج ۲۔صفحہ ۲۰۵
۴۔تذ ۔ج ا۔صفحہ ۳۲
۵۔میں نے اپنا منہ کیا اسی کی طرف جس نے بنائے آسمان وزمین ایک طرف کا ہوکر اور میں نہیں شریک کرنے والا۔
۶۔ابن ۔ج ا۔صفحہ ۱۰۵ وعیون ۔ج ا۔صفحہ ۱۲۳
۷۔ابن ۔ج ا۔صفحہ ۲۰۷
۸۔ابن ۔ج ا۔صفحہ ۱۲۸
۹۔ابن ۔ج ا۔صفحہ ۴۵۲ وج ۲۔صفحہ ۱۶۳و۱۶۴و۱۶۶
۱۰۔تذ۔ج ا۔صفحہ ۱۱۶
۱۱۔ابن ۔ج ا۔صفحہ ۲۱۳
۱۲۔ابن ۔ج ا۔صفحہ ۲۳۳
۱۳۔ابن ج ا۔صفحہ ۴۳۹
۱۴۔ابن ج ۲۔صفحہ ۱۶۴
۱۵۔ابن ج ۲ صفحہ ۱۱۳
۱۶۔خدا تم پر رحم کرے
۱۷۔تذ ۔ج ا۔صفحہ ۱۶۲
۱۸۔تذ ج ا صفحہ ۱۸۵
۱۹۔تذ ۔ج ا۔صفحہ ۱۹۱
۲۰۔تذ ۔ج ا صفحہ ۲۵۸
۲۱۔نزہتہ صفحہ ۵۷
۲۲۔تذ ۔ج ۲۔صفحہ ۲۶۶
۲۳۔تذ ۔ج ۴۔صفحہ ۹۶
۲۴۔ابن ۔ج ا صفحہ ۹۷
۲۵۔ابن ج ۲۔صفحہ ۳۰۹و۳۱۱
۲۶۔عیون ۔ج ۲ صفحہ ۷۷
۲۷۔شق ج ا صفحہ ۲۸

نئی کتاب

اسلامی قوانین

بائبل اور دورِ جدید کے تناظر میں

جاوید احمد عنبر مصباحی

انس پبلی کیشنز 40 اُردو بازار، لاہور

مکتبہ قادریہ۔مین یونیورسٹی روڈ، بالمقابل عسکری پارک، کراچی

☆لا تنتظر شکرا من احد ویکفی ثواب الصمد وما علیك من جحد وحقد وحسد.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

القسم العربى

مجلة الفقة الاسلامى

تصدر من

اكاديمية الفقة الاسلامى المعاصر

ص ب ١٧٧٧٧ گلشن اقبال

كراتشي پاكستان

رئيس التحرير

الاستاذ الدكتور / نور احمد شاہتاز

☆

.......☆.......

مساعد رئيس التحرير

الاستاغلام نصير الدين نصير

الدكتور محمد صحبت خان

فهرس الموضوعات

☆اذا اصبحت فلا تنتظر المساء وعش فى حدود اليوم، واجمع همك لاصلاح يومك.☆

© rasailojaraid.com